رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵


قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

# الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر۔ کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو۔

## فہرست مضامین






ایڈیٹر۔ غلام نبی | اسسٹنٹ محمد خان

نمبر ۵۳ | مورخہ ۴ر جنوری سنہ ۱۹۲۳ء | مطابق ۱۷ر جمادی الاول سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰


## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو جلسہ کے ایام میں ہی زکام کی شکایت ہو گئی تھی۔ جو اب بھی ہے۔ اور اس کے ساتھ کسی قدر کھانسی بھی ہے۔ عام کمزوری تو پہلے کی نسبت بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرماویں۔

گذشتہ سال ٹیریٹوریل فورس میں جو پارٹی بھیجی گئی تھی۔ اب کے پہلے بلائی گئی ہے۔ اور ۳ر جنوری کو یہاں سے جانے والے اصحاب روانہ ہو گئے ہیں۔ جن میں صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب بھی ہیں۔

## حضرت خلیفۃ المسیح کی تازہ نظم

۲۷ر دسمبر ۱۹۲۲ء حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے تقریر شروع فرمانے سے قبل حضور کی حسب ذیل نظم پڑھی گئی۔

✻

پیٹھ میدان وغا میں نہ دکھائے کوئی
منہ پہ یا عشق کا پھر نام نہ لائے کوئی

حسن فانی سے نہ دل کاش لگائے کوئی
اپنے ہاتھوں سے نہ خاک اپنی اڑائے کوئی

کون کہتا ہے لگی آ کے بجھائے کوئی
عشق کی آگ مرے دل میں لگائے کوئی

صدمہ و درد و غم و ہم سے بچائے کوئی
اس گرفتار مصیبت کو چھڑائے کوئی

رہ سے شیطان کو جب تک نہ ہٹائے کوئی
اس کے ملنے کیلئے کس طرح آئے کوئی

اپنے کوچہ میں تو کتے بھی ہیں بن جاتے شیر
بات تب ہے کہ مرے سامنے آئے کوئی

دعوی حسن بیاں ہیچ ہے میں تب جانوں
مجھ سے جو بات نہ بن آئے بنائے کوئی

ہجر کی آگ ہی کیا کم ہے جلانے کو مرے
غیر سے مل کے مرا دل نہ دکھائے کوئی

دیدۂ شوق اسے ڈھونڈ ہی لیگا آخر
لاکھ پردوں میں بھی گو خود کو چھپائے کوئی

گرز و گمد رکے اٹھانے میں بھلا کیا حاصل
خاک آلودہ برادر کو اٹھائے کوئی

خفگی دو چار دنوں کی تو ہوئی ہے پہ کیا
سالہا سال مجھے منہ نہ دکھائے کوئی

جرعۂ بادۂ الفت جو کبھی مل جائے
دختِ رز کو نہ کبھی منہ سے لگائے کوئی

تشنگی مری نہ پیالوں سے بجھیگی ہر گز
خم کا خم لیکے مرے منہ سے لگائے کوئی

خلق و تکوینِ جہاں راست ہے سچ پوچھو تو
بات تب ہے کہ مری بگڑی بنائے کوئی

دیدیا دل تو بھلا شرم رہی کیا باقی
ہم تو جائینگے بلائے نہ بلائے کوئی

قرب اس کا نہیں پاتا نہیں پاتا محمودؔ
نفس کو خاک میں جب تک نہ ملائے کوئی

---

## وی پی کی اطلاع

تخمیناً پانچسو احباب ایسے ہیں جن کا چندہ الفضل دسمبر یا جنوری میں ختم ہوتا ہے۔ ہمیں امید تھی۔ کہ جلسہ سالانہ پر آکر دوست اپنی اپنی قیمتیں جمع کرادینگے۔ مگر سوائے معدودے چند کے کسی صاحب نے ادھر توجہ نہیں کی۔ ناچار ۵ ر جنوری کا الفضل ان تمام دوستوں کے نام وی پی ہوگا۔ جن کا چندہ دسمبر یا جنوری میں ختم ہوتا ہے۔ ممکن ہے بعض ایسے دوست ہوں۔ جن کی قیمت اسمر جنوری کو ختم ہوتی ہو۔ وہ اطمینان رکھیں۔ کہ حساب ان کا ٹھیک رہے گا۔ وی پی اگر دس بارہ روز پہلے ہوگیا ہے تو محض اس لئے کہ دسمبر و جنوری کے وی پی اکھٹے کئے جائینگے۔ مینیجر الفضل

# نامہ گولڈ کوسٹ

## ۵ نومسلم

(نوشتہ مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم)

**تبلیغ** بوجہ بارش دورہ پر نہیں جاسکا۔ سالٹ پانڈ میں ہی فرداً فرداً بعض لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔ لوگ عیسائیت سے بیزار ہیں۔ مگر دلوں پر حجاب ہیں۔ قبول اسلام کی جرات نہیں۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت بخشے۔ آمین۔ ترجمان کے لئے ایک اخبار میں اشتہار بھیجا ہے۔ سکول باقاعدہ جاری ہے۔ ماہ رواں میں ۱۴ لڑکوں کی زیادتی ہوئی۔

**گورنر سے ملاقات** ۱۱ ستمبر کو گورنر صاحب گولڈ کوسٹ اس جگہ تشریف لائے۔ میں نے ایک ایڈریس خیر مقدم کا تیار کر کے ۴۰ نمایندگان کی موجودگی میں جن میں سے ۱۰ مختلف جماعتوں کے امراء تھے پیش کیا۔

چونکہ ان ممالک میں اسلام کے متعلق ہوس لوگوں کی ردی حالت کو دیکھکر گورنمنٹ کے خیالات سیاسیانہ ہیں۔ ہذا میں نے ایڈریس میں اپنی جماعت کے قیام کی غرض و غایت اور عقائد کا ذکر اور دیگر لوگوں سے اختلافات بیان کیا۔ آخر میں احمدی مبلغین کو بلا روک ٹوک تبلیغ کرنے کی اجازت کے لئے درخواست کی۔ عام دربار تھا۔ ہر قسم کے لوگ موجود تھے۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

**دعا** مسٹر آرتھر یہاں کے پوسٹ ماسٹر نہایت شریف آدمی ہیں۔ سلسلہ کے نہایت خیر خواہ ابتدائی تکالیف کے دور کرنے میں ان کا نمایاں حصہ تھا۔ اب بھی وہ عیسائیت کے متعلق اتنے متفکر نہیں۔ جتنے احمدیت کی اشاعت کے متعلق۔ انہیں بعض خاندانی مشکلات درپیش ہیں۔ احباب سے خصوصیت سے ان کی حل مشکلات اور قبول اسلام کی دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں۔ نیز دوست مشن کے لئے بھی بہت بہت دعا فرمائیں اسلام کا پھیلنا ان ملکوں میں مشکل نہیں۔ مگر روپیہ چاہئے۔ کہ باہر جاکر لوگوں تک پہنچ کر تبلیغ کی جاوے۔ اور انہیں بتایا جائے۔ کہ اسلام کیا چیز ہے۔

**ایک بڑا جلسہ** موضع اکیرافول مرکز حلقہ اکیرافول میں تمام احمدیان گولڈ کوسٹ کا جلسہ ہوا۔ ۲۷ امیر مختلف جماعتوں کے نمایندوں کے ساتھ موجود تھے۔ حاجی حسن صاحب سیکگائی نے جو مشن کے اصل محرک ہیں۔ اظہار ایمان کیا۔ اور لوگوں کو مزید ریاست مشن کی طرف توجہ دلائی۔ اور فیصلہ ہوا کہ چندوں کی تحصیل کا کام زور سے کیا جائے۔ اور تیم مدرسہ حلقہ سرایا میں جلدی کھولے جائیں۔ ایام جلسہ میں خوب تبلیغ کا موقع ملا۔

**۵ نومسلم** ۵ بت پرست مسلمان ہوئے۔ ان کے اسلامی نام حسب ذیل ہیں:۔ ابراہیم۔ زینب۔ عائشہ۔ مریم۔ حوا۔

---

# اخبار احمدیہ

**"الفقیہ" کی غلط بیانی کی تردید** ہمیں معلوم ہوا ہے کہ الفقیہ مورخہ ۲۰ ر دسمبر ۱۹۲۲ء میں ایک مضمون چھپا ہے۔ جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ تین شخص قاضی فضل احمد لدھیانوی کے وعظ سے احمدیت سے تائب ہو گئے ہیں۔ اس کے متعلق ہم چیلنج کرتے ہیں۔ جن تین اشخاص کا نام الفقیہ میں چھپا ہے ان کی نسبت یہ ثابت کیا جائے۔ کہ قاضی فضل احمد کے آنے سے ایک ہفتہ پیشتر احمدی سلسلہ میں وہ داخل سمجھے جاتے تھے۔ ہم منصف مزاج احباب کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ یہ تینوں شخص (۱) ہدایت [illegible] (۲) محمد قاسم [illegible] [illegible] کا تعلق سلسلہ [illegible] کا غیر احمدی ہونا قاضی فضل احمد صاحب کے وعظ سے پہلے مشہور و مسلم تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# الفضل

قادیان دارالامان۔ مورخہ ۴ر جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

# روئداد مرکزی جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ

## بابت سنہ ۱۹۲۲ء

## جلسہ کا پہلا دن ۲۶ر دسمبر ۱۹۲۲ء

## پہلا اجلاس

اگرچہ احباب جلسہ کی شمولیت کے لئے ۲۲ر دسمبر ۱۹۲۲ء بروز جمعہ سے ہی آنے شروع ہو گئے تھے۔ لیکن جلسہ کی کارروائی حسب پروگرام ۲۶ر دسمبر کو شروع ہوئی۔

## نبوۃ مسیح موعودؑ

نظم و تلاوت کے بعد جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے اپنی تقریر نبوۃ مسیح موعود کے متعلق شروع فرمائی۔

سورہ فاتحہ اور آیات ویقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ ام الکتاب کی تلاوت کے بعد تقریر شروع کی۔

آپ نے فرمایا۔ انبیاء کے مقابلہ میں دو قسم کے لوگ آتے ہیں۔ ایک وہ جو کھلے طور پر کہتے ہیں۔ کہ ہم تجھ کو راستباز نبی اور رسول نہیں مانتے۔ اور صاف طور پر کہدیتے ہیں۔ لست مرسلا دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو پہلے جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ اور سچے مخلصوں سے بھی زیادہ اخلاص ظاہر کرتے ہیں۔ مگر ایک وقت آتا ہے۔ کہ وہ لست مرسلا کہنے والوں کی تائید کرتے اور انہی میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ایک وقت ان کے ظاہری اخلاص کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ کہ ان کی زبانوں سے ایسے الفاظ نکلتے ہیں۔ جو سچے مخلص بھی اس شدت و کثرت سے نہیں بولتے مثلاً دیکھ لیجئے حضرت مسیح موعود کو آخری زمانہ کا نبی موعود نبی وغیرہ کے الفاظ سے وہی شخص خطاب کرتا تھا۔ جو آج حضرت مسیح موعود کی نبوۃ کا منکر ہے۔ ان سب لوگوں کا نبی کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے ایک جواب دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ ام الکتاب اللہ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے۔ اور وہ جس کے پاس ام الکتاب یا الہامی کتاب کا علم ہے۔

میرے اس مضمون کا تعلق دوسرے گروہ سے ہے گو پہلا بھی اس میں آجائیگا۔ اب میں بحث کو کوتاہ کرنے کیلئے بتاتا ہوں۔ مسیح موعود کے لئے جہاں جہاں قرآن کریم میں ذکر ہے۔ وہاں خدا نے کن لفظوں میں آپکو خطاب کیا ہے اور وہ الفاظ کس رنگ میں استعمال ہوئے ہیں۔ آیا اس موعود کے لئے وہی الفاظ ہیں یا نہیں۔ جو نبیوں کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ اگر اس موعود کے لئے وہی الفاظ ہوئے جو آپ سے پہلے انبیاء کے لئے آئے ہیں۔ تو آپ بلاشبہ نبی ہیں۔ اور آپ کے ماننے یا نہ ماننے دونوں کا اثر ہوگا۔ اسی لئے انبیاء کی تعداد مقرر کرنا غلطی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ہم ایک تعداد مقرر کریں۔ اور اس تعداد سے باہر بھی نبی ہوں۔

اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ خدا کے کلام میں کونسے الفاظ ہیں جن سے وہ اپنے ماموریں کو خطاب کیا کرتا ہے۔ وہ نبی کا لفظ ہے۔ پس خدا کے کلام میں جس شخص کو نبی کے لفظ سے خطاب کیا جائے۔ مثلاً یا ایھا النبی وغیرہ کہا جائے تو ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ اس کو نبی مانے اور حضرت مسیح موعود کے متعلق براہین احمدیہ میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں۔ آپ کو انہی الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔ جن الفاظ سے آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے انبیاء و مرسلین سے خطاب کیا گیا ہے۔ ایک زمانہ میں میرے دل میں ایک کھٹکا تھا۔ اور وہ یہ کہ الفاظ تو وہی ہیں۔ مگر حضرت صاحب ان کے ساتھ قیود لگاتے ہیں۔ جبکہ میں یہاں قادیان میں آیا تو یہاں پر مولوی عبداللہ کشمیری جو میرے دوست اور شاگرد تھے۔ میں نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ جو لوگ سمجھتے نہیں۔ اس لئے ان کے سمجھانے کے لئے یہ الفاظ ہیں۔ ورنہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ اور پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ملاقات کی۔ ان سے عرض کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں تو آپ کو مولوی خیال کرتا تھا آپ بھی عوام کی سی باتیں کرتے ہیں۔ حضرت صاحب نبی ہیں۔ یہ بعض لوگوں کو سمجھانے کے لئے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک خطبہ جمعہ پڑھا۔ اور اس میں حضرت صاحب کیلئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے۔ یہ خطبہ چھپکر شائع ہو چکا ہے۔ اس خطبہ کو سنکر سید محمد احسن صاحب امروہی نے بہت پیچ و تاب کھائے۔ جب یہ بات مولوی عبدالکریم صاحب کو معلوم ہوئی۔ تو پھر انہوں نے ایک خطبہ پڑھا۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ اگر میں غلطی کرتا ہوں۔ تو حضور مجھے بتلائیں۔ میں حضور کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔ جب جمعہ ہو چکا۔ اور حضرت صاحب جانے لگے۔ تو مولوی صاحب نے پیچھے سے حضرت صاحب کا کپڑا پکڑ لیا۔ اور درخواست کی۔ کہ اگر میرے اس اعتقاد میں غلطی ہے۔ تو حضور درست فرمائیں۔ میں اس وقت موجود تھا۔ حضرت صاحب مڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا۔ مولوی صاحب ہمارا بھی یہی مذہب اور دعوے ہے۔ جو آپ نے بیان کیا۔ یہ خطبہ سنکر مولوی محمد احسن صاحب غصہ میں بھر کر واپس آئے۔ اور مسجد مبارک کے اوپر ٹہلنے لگے۔ اور جب مولوی عبدالکریم صاحب واپس آئے تو مولوی محمد احسن صاحب ان سے لڑنے لگ گئے۔ آواز بہت بلند ہوگئی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مکان سے نکلے اور آپ نے یہ آیت پڑھی یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الخ اب دیکھ لیجئے۔ مولوی عبداللہ کشمیری جس کا اعتقاد یہی تھا جو ہمارا اب ہے۔ وہ لست مرسلا کہنے والوں میں شامل ہے۔ اور مولوی محمد احسن تو ہیں ہی۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ کلام کے مواقع اور محل ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے

اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کو سامنے رکھکر یہ کہا ہے۔ کہ

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ بات خدا تعالیٰ کی عظمت کے مقابلہ میں ہے۔ دوسری بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جب کسی چیز سے کسی بات کی نفی کرتے ہیں۔ تو اسی وقت جب اس میں خواص نہ ہوں۔ اور جب وہ خواص پائے جائیں۔ تو پھر انکار نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود کو جو خدا کا الہام ہوا ہے۔ اس میں آپ کو نبی اور رسول کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔ مگر اولیاء کو جو الہام ہوتے ہیں۔ ان میں یہ الفاظ نہیں کہے۔ پھر دیکھیئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ مجھپر خدا کا فرشتہ ظاہر ہوا۔ مجھے خدا کی وحی ہوئی۔ مگر اولیاء کا یہ طرز کلام نہیں۔ کسی مجدد نے اپنی صداقت کے پرکھنے کے لئے منہاج النبوۃ کو پیش نہیں کیا۔ مگر حضرت مسیح موعود بار بار فرماتے ہیں۔ کہ مجھے سنۃ اللہ پر پرکھو۔ سنۃ اللہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ پھر کسی مجدد نے اپنی صداقت کے لئے فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ سے استدلال نہیں کیا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت مسیح موعود بھی اپنی صداقت کے لئے اس آیت کو پیش کرتے ہیں۔ کوئی مجدد لو تقول علینا بعض الاقاویل کہنے والا نہیں ہے۔ مگر مسیح موعود نے کہا ہے۔ غرض یہ باتیں خاصہ انبیاء ہیں۔ بجز نبی کے کسی میں نہیں پائی جاتیں۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود میں پائی گئیں۔ اس لئے آپ نبی ہیں۔ پھر کسی مجدد نے نہیں کہا۔ کہ جس کو میری تبلیغ پہنچی اور اس نے انکار کیا۔ وہ کافر ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے کہا۔ مجدد الحکم نہ تو ہوتا ہے۔ کہ کیا اعتقاد ہے کہ نبی کریم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں۔ یہ لکھ کر کچھ قسم اعتقادات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ تم میری جماعت ہی سے نہیں۔ اسلام سے روگردان ہو رہے ہو۔ اور فرمایا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ جسپر اتمام حجت ہو گئی۔ اور اسکو میری تبلیغ پہونچ گئی۔ وہ اگر منکر ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بجائے اس کے کہ میں خدا کے اس قطعی اور یقینی الہام کو چھوڑ دوں۔ بہتر سمجھتا ہوں کہ ایسے شخص کو جماعت سے خارج کر دوں۔

اس زمانہ کا جبکہ میں ابھی احمدی نہیں ہوا تھا۔ گر مائل ہو رہا تھا۔ واقعہ ہے۔ کہ ایک شخص نے کہا۔ مرزا صاحب بہت تاویلات کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ کہ باب لد سے مراد لدھیانہ ہے۔ جہاں سے انہوں نے عیسائیوں کی تردید شروع کی ہے۔ یہ تاویلات ہیں۔ ان کو کون تسلیم کر سکتا ہے۔ میں نے کہا دیکھو اگر یہ جھوٹے ہیں۔ (نعوذ باللہ) تو کیا وجہ ہے کہ تمام امور تاویلات کر کے ان پر منطبق ہو جاتے ہیں۔ کوئی ایک جھوٹا تو دکھاؤ جس کی یہ حالت ہو۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ایک شخص کا نام تھا "لا" اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ کسی شخص نے کہا۔ تم کیسے نبی ہو سکتے ہو۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔ لا نبی بعدی۔ اس شخص نے کہا تم غلطی کرتے ہو۔ آنحضرت فرماتے ہیں۔ لا نبی بعدی۔ میرے بعد لا نام کا شخص نبی ہوگا۔ گو اس نے تاویل تو کر لی۔ مگر پتہ تو تب لگتا۔ جو باقی نشانات کی بھی تاویل کر لیتا۔ مثلاً اظہار علی الغیب ہی ہے جو نبی کے لئے ضروری ہے۔ پس کیا وجہ ہے۔ کہ مدعیان نبوت پر تو تاویلات سے بھی وہ امور منطبق نہ ہوں۔ مگر حضرت اقدس پر تمام بغیر منطبق ہو جاتی ہیں۔

## مخالفین مسیح موعودؑ کو چیلنج

یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء کی خصوصیات مشترکہ میں سے کوئی خصوصیت مشترکہ نہیں ہے جو حضرت مرزا صاحب میں نہیں ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی شخص کوئی مشترکہ خصوصیت پیش کرے۔ میں وہی حضرت مرزا صاحب میں دکھا سکتا ہوں۔

ایک اور بات قابل توجہ ہے کہ ہم بھی حضرت مسیح موعود کو ظلی و بروزی نبی کہتے ہیں۔ اور غیر مبائع بھی۔ مگر ہم ظلی و بروزی سے مراد یہ لیتے ہیں۔ کہ آپ نبی اور رسول ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ کچھ نہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے تو یہاں تک ترقی کی ہے۔ کہ کہتے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ ظل و بروز تو پاخانہ پھرتا پیشاب کرتا۔ اور جوتے مارنے سے بھی حرج نہیں۔ پھر ہم بھی غیر حقیقی اور غیر مستقل نبی کہتے ہیں۔ اور وہ بھی لیکن ہماری مراد اس سے یہ ہے کہ آپ بواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی و رسول تھے۔ مگر وہ کہتے ہیں۔ آپ نبی نہیں ہیں۔

## مسیح موعود کا ذکر قرآن میں

قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے کہ جس طرح جسمانی سورج ہے۔ اسی طرح ایک روحانی سورج ہے جس طرح جسمانی سورج کے لئے ایک چاند ہے جو اس کی غیبوبت کے زمانہ میں نور دنیا کو پہنچاتا ہے۔ اسی طرح روحانی سورج کیلئے بھی ایک چاند ہے۔ جو دنیا میں اس روحانی سورج کی غیبوبت کے زمانہ میں کام کریگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشو الکذب سب سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر جو ان سے ملے پھر کذب پھیل جائیگا۔ وہ فیج اعوج کا زمانہ ہے۔ ان کیلئے احادیث میں ہے۔ کہ لیسوا منی لست منھم نہ وہ مجھ سے ہیں نہ میں ان سے۔ اس زمانہ میں مسیح موعود اور مہدی آئیگا۔ اور تاریکی کو روشنی میں بدل دیگا۔ سورہ زخرف میں جو آتا ہے۔ ولما ضرب ابن مریم مثلا الخ میری یہ تحقیق ہے۔ کہ یہ مسیح موعود کے متعلق ہے۔ پہلے فرعون کا ذکر ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کا بروز کہتا ہے۔ اس کی تردید ہے کہ وہ خدا کا بروز نہیں ہو سکتا۔ مگر پھر ساتھ ہی مسیح موعود کا ذکر ہے۔ اسپر اعتراض ہوتا ہے۔ کہ جب خدا کا بروز نہیں۔ تو مسیح موعود بروز کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے فرمایا۔ کہ ہم نے اسپر انعام کیا۔ اور اسکو بنی اسرائیل کے لئے مثال بنایا۔ انسان خدا نہیں بن سکتا۔ نہ بروز خدا۔ ہاں انسان انسان کے اقامات یا کر اس کا بروز ہو سکتا ہے۔

اسی قدر مضمون بیان ہوا تھا کہ وقت ختم ہو گیا۔ اور صدر جلسہ کو افسوس کے ساتھ رعایت پروگرام کی وجہ سے مضمون کو ختم کرانا پڑا۔ احباب کی طرف سے تقاضا تھا۔ کہ دوسرے وقت میں یہ مضمون ختم کیا جائے۔ مگر منتظمین جلسہ نے معذرت کی۔ کیونکہ اور بھی کئی تقریروں کا وقت تھا۔

## معیار صداقت انبیا

اسکے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ حافظ صاحب نے سورہ فاطر کی چند آیات تلاوت کر کے فرمایا۔ حضرات آپ نے سن لیا ہے۔ کہ میرا مضمون یہ ہے۔ کہ نبیوں کو کس طرح پہچانا جاتا ہے۔ اس مضمون کے بیان

کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ اتنا اہم مضمون ہے۔ کہ اس کے نہ جاننے کے باعث دنیا میں اختلاف پڑا ہوا ہے۔ یہود مسیح کے منتظر ہیں مسیح آ گیا ہے۔ مگر ان معیاروں سے ناواقفی کے باعث وہ اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور یہ اختلاف یہانتک ترقی کرتا ہے کہ قالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیئ وقالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیئ وهم یتلون الکتاب۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں جن کے متعلق آتا ہے۔ یجدونه مکتوبا فی التوراة والانجیل مگر باوجود کتب سابقہ میں آپ کے متعلق پیشگوئی ہونے کے اور شدت انتظار کے جب آپ مبعوث ہوتے ہیں۔ تو یہود و نصاریٰ دونوں کی دونوں قومیں آپ کا انکار کر دیتی ہیں غرض اس مضمون کی ناواقفیت کے باعث بڑا اختلاف دنیا میں پڑا ہوا ہے۔

**نبی آئینگے**

اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی تو آنا نہیں۔ مگر اس کے متعلق یہ معلوم ہونا چاہیے۔ کہ نبی ضرور آئینگے۔ نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اول اس لئے کہ مسلمان معصوم نہیں ہو گئے۔ کہ ان سے غلطیاں اور بداعتقادیاں اور بدعملیاں ظاہر ہونا ناممکن ہیں۔ جب یہ ناممکن نہیں تو نبیوں کا آنا ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر مصلحین کی ضرورت نہ تھی۔ تو مجددین کی کیوں پیشگوئی فرمائی گئی۔ بلکہ رسول اللہ تو فرماتے ہیں لتتبعن سنن الذین من قبلکم کہ تم اپنے سے پہلوں (یہود اور نصاریٰ) کی پیروی کروگے۔

**ضرورت نبی**

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا حالات کسی نبی کے آنے کے متقاضی ہیں یا نہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ علماء ہیں کتابیں ہیں۔ پھر کیا ضرورت ہے۔ کہ کوئی مامور آئے [illegible] بیشک کتابیں ہیں۔ اور بہت زیادہ ہیں۔ علما رہیں۔ اور بہت زیادہ ہیں۔ وہ بھی ایسے جو سند یافتہ ہیں۔ لیکن اگر کتابوں اور علماء سے اصلاح ہو سکتی تو اس زمانہ میں مسلمان بہت اصلاح یافتہ ہوتے۔ مگر برخلاف اس کے مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ بہت بگڑے ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ سند یافتہ علماء اور مطبوعہ کتابوں کی کثرت سے اس روگ کا علاج ناممکن ہے۔

**صداقت نبی کے معیاروں کی ضرورت**

پس ضرورت ہے کہ کوئی نبی آئے لیکن اب سوال یہ ہے کہ اس مضمون کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حسن و حسین اور کئی مجددین کو جو مصلح اور شہداء تھے شہید کیا۔ اور نہ پہچانا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ مسلمانوں کے لئے اس مضمون کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مسلمانوں نے جب مصلح وغیرہ کو نہ پہچانا۔ تو ایک نبی کو کیسے پہچان سکتے ہیں۔ جس کا دجالی فتنہ کے فرد کرنے کیلئے آنا ضروری ہے۔ نیز چونکہ ہمارے احباب ہمیشہ تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ان کو نبی کی صداقت کے معیار بتائے جائیں۔ جن کو وہ یاد رکھیں۔ اور تبلیغ میں ان کے کام آئیں۔

**پہلا معیار علماء کا قبول کرنا**

یہ مضمون ایسا ہے جو بارہا بیان ہوتا رہا ہے مگر اس جلسہ کے لئے جب مجھے یہ مضمون ملا۔ تو میں نے ایک نیا معیار انتخاب کیا ہے۔ جو سب سے پہلے پیش کرتا ہوں اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اولم یکن لهم آیة ان یعلمه علمٰؤا بنی اسرائیل (شعراء ع ۱۱) کیا مخالفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ دلیل صداقت آنحضرت صلعم کافی نہیں کہ آپ کو علماء بنی اسرائیل مانتے ہیں۔ مفسرین اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن سلام ورقہ بن نوفل بحیرہ راہب وغیرہ کا نام لیتے ہیں۔ چونکہ اس زمانہ کی تاریخ بہت مفصل موجود نہیں۔ ورنہ اور اسماء بھی ملتے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس قوم میں مبعوث ہوئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے اس معیار کو کتنا نمایاں کیا ہے۔ اس قوم میں سے چوٹی کے علماء آپ کے دعوے کے مصدق اور مؤید ہوئے۔ اور آپ پر ایمان لائے۔ گو فہرست بہت بڑی ہے۔ مگر چند نام لیتا ہوں۔

مولانا نورالدین دنیا آپ کے تبحر علمی کی قائل تھی۔

دوسرے عالم سید عبداللطیف صاحب شہید تھے جن کا تقدس اور تبحر علمی یہ تھا کہ شاہ کابل کی تاجپوشی آپ نے ادا فرمائی۔ کیا مخالفین کے پاس اس قسم کی کوئی نظیر ہے۔ سید موصوف ایمان لائے۔ اور ایسا ایمان لائے۔ کہ اپنے خون سے حضرت مسیح موعود کے صدق دعویٰ کی گواہی دے گئے۔ مولوی برہان الدین صاحب جہلمی جو مولوی برہان الدین [illegible] کے نام سے مشہور تھے۔ بہت بڑے اہلحدیث عالم تھے۔ ان کے کمالات اور [illegible] کے متعلق پچھلے ہی دنوں ثناء اللہ کے اخبار اہلحدیث میں آپ کے حالات شائع ہوئے تھے۔ اور اس علاقہ میں آپ کے ذریعہ حدیث کا علم پھیلا تھا۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب جو مسیح موعود کو ماننے سے پہلے ہندوستان میں لیکچرار کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے۔ کیونکہ آپ سرسید کے معتقدین سے تعلق رکھتے تھے۔

مولوی غلام حسن صاحب [illegible] اتنے بڑے عالم تھے۔ کہ آپ کو بے شمار کتب حفظ تھیں۔ پھر مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی حنفی علماء میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ پھر مولوی میر محمد سعید صاحب حیدرآباد دکن میں بڑے پایہ کے عالم ہیں۔ اسی طرح مولوی عبدالواحد برہمن بڑیہ بنگالہ میں [illegible] سینکڑوں لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے علماء کی فہرست ہے۔ جو حضرت مسیح موعود [illegible] وقت نہ تو سب علماء کے نام بتلانے کی فرصت ہے۔ اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ سب کے حالات بیان کئے جائیں۔ اس لئے چند بزرگوں کے نام بطور نمونہ پیش کرکے [illegible] اکتفا کرتا ہوں۔

## شناخت مامور سے محرومی کی ایک وجہ غلط معیار ہیں

کسی مامور کو شناخت نہ کر سکنے کے کئی باعث ہوتے ہیں۔ مثلاً سچے معیاروں کی بجائے جھوٹے معیار تجویز کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے بہت سے لوگ محروم رہ جاتے ہیں۔ مثلاً کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کہا۔ کہ یا تو نہریں چل پڑیں یا باغات لگ جائیں۔ یا آپ کا گھر سونے کا ہو جائے یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں۔ ایسے خودساختہ معیاروں کے متعلق جواب یہ ہے سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا۔ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ یا لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ یا لولا یکلمنا اللہ کہ یا خدا کو کھلا کھلا دیکھیں۔ یا ہمیں بھی الہام ہو۔ جب تک ہمیں الہام نہ ہو ہم نہیں مان سکتے۔ پھر عربوں نے اعتراض کیا۔ کہ اگر قرآن کلام اللہ ہے تو کیسے ممکن ہے کیوں خدا نے طائف اور مکہ کے بڑے لوگوں میں سے کسی پر نہ اپنا الہام نازل کیا۔ اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ کہ ہم کمزوروں کو رسول بناتے اور ان کو عزت و طاقت دیکر اپنی شان کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا الخ ہم کمزوروں کو بڑا بنانا چاہتے ہیں۔

## دوسرا معیار دعویٰ سے پہلی زندگی کا پاک ہونا

علاوہ ازیں مدعی کے متعلق لوگوں کے اس قسم کے خیالات ہوتے ہیں کہ کوئی اس کو ساحر کہتا ہے۔ اور کوئی کذاب اور کوئی مجنون کوئی اس میں سے یہ خیال کہ وہ جھوٹا ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مدعی کی پہلی زندگی کو پیش کرتا ہے۔ اور اس کے متعلق دو اصول بتاتا ہے۔ اول یہ کہ مدعی کی پہلی زندگی پاک اور بے عیب ہو۔ دوسرے یہ کہ اس سے توقعات ہوں جیسا کہ فرمایا قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا یہی معیار انجیل میں بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ... باب میں آتا ہے۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں کون ہے تم میں جو مجھ پر گناہ اور عیب ثابت کر سکے۔ اور قرآن کریم میں بھی آتا ہے۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ۔ یہ کہنا کہ رسول کریم کی ذات سے ہی خاص بات ہے۔ صحیح نہیں۔ کیونکہ ذاتی بات معیار اور دلیل نہیں ہوا کرتی۔ دلیل عام ہوتی ہے۔ اس دلیل میں عقل سے یہی کہتی ہے کہ جس نے ابتدا عمر میں جھوٹ نہ بولا وہ اب کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ چنانچہ بخاری کتاب التفسیر سورہ شعراء وانذر عشیرتک الاقربین کے متعلق آتا ہے

رسول کریم پہاڑ پر چڑھ گئے اور تمام قوم کو جمع کیا۔ آپ نے ان سے یہ پوچھا۔ کہ اگر میں کہوں۔ کہ یہاں پہاڑی کے پیچھے فوج ہے۔ تو تم باور کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں تو صادق اور امین ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو خط لکھے۔ روم کے بادشاہ کے نام جب خط گیا۔ تو اس نے دربار میں کسی مکہ کے رہنے والے کو طلب کیا۔ ابو سفیان تجارت کے لئے وہاں گئے ہوئے تھے ان سے بادشاہ نے پوچھا کہ ھل کنتم تتھمونہ بالکذب کیا کبھی اس پر جھوٹ کی نسبت کی گئی ہے اس نے کہا نہیں۔

## تیسرا معیار نصرت الٰہی

تیسرا معیار یہ ہے۔ کہ جب وہ دعویٰ کرے۔ تو دیکھنا یہ ہے کہ خدا اس مدعی کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ اس کے مخالفوں سے کیا۔ اور اس کے موافقوں سے کیا۔ اس کی ذات کے اندر یہ بات دیکھی جائیگی۔ کہ آیا اس کا خدا سے تعلق ہے۔ تو اس کو خدا کے خزانہ سے کچھ ملا بھی ہے کہ نہیں۔ مثلاً خدا قادر ہے۔ کیا اس مدعی کو قدرت سے حصہ ملا ہے۔ یعنی اس کے لئے اظہار کمال قدرت ہوتا ہے۔ خدا میں کمال علم ہے مدعی کو علم سے حصہ ملا ہے یا نہیں۔

## اظہار قدرت کا ثبوت

چنانچہ آتا ہے واللہ یعصمک من الناس یعنی خدا تجھے لوگوں کے حملوں سے بچائیگا۔ یہ اظہار قدرت تھا۔ رسول کریم کے عرب عجم اور در و دیوار مخالف ہیں مگر اعلان ہوتا ہے۔ اس کو کوئی نہیں [illegible] سکیگا۔ یہ ہر مخالف کے حملوں سے محفوظ ہوگا۔ جیسا کہ بجلی کی تار کو ہاتھ لگانے والا دھکا کھاتا ہے۔ اسی طرح قادر خدا کے بندے پر ہاتھ ڈالنے والا ہلاک کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اعراف ۲۴ میں آتا ہے۔ قل ادعوا شرکاءکم ثم کیدون فلا تنظرون ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین تم اور تمہارے شرکاء میرے مقابلہ میں ہو۔ خفیہ اور ظاہر تدابیر کرو۔ پھر مجھے مہلت نہ دو۔ میرا نگہبان وہ خدا ہے جس نے مجھ پر کتاب نازل فرمائی۔ وہی اپنے صالح بندوں کا متولی اور دوست ہوتا ہے۔ اس میں چیلنج دیا گیا ہے۔ چنانچہ مسلم میں آتا ہے۔ کہ ابوجہل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھتے ہوئے آپ پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر ڈر کر بھاگا۔ کہ اسے منہ کھولے ہوئے اونٹ کو دیکھا۔ رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر وہ مجھ پر حملہ کرتا تو فرشتے اسکا لقمہ بنا لیتے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود کا الہام ہے کہ یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس آپ کی بھی حفاظت ہوئی۔ یہ کہنا کہ گورنمنٹ کے انتظام کی وجہ سے یہ دعویٰ سچ ہے۔ غلط ہے۔ کیونکہ اس عہد میں بھی قتل کی وارداتیں کم نہیں ہوتیں۔

## علم الٰہی کا ملنا

دوسرا نشان تعلق باللہ کا یہ ہے کہ اسکو علم غیب سے حصہ ملے۔ خدا کے سوا عالم الغیب کوئی نہیں۔ لیکن وہ جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے اس کو جو علم ملتا ہے۔ وہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ دنیا اسکی مثال لانے سے عاجز ہوتی ہے۔ فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ چنانچہ اس معیار کا پہلے صحف میں بھی ... ثبوت ہے۔ جیسا کہ یوحنا ۷ میں آتا ہے۔ کہ اس جیسی کوئی کلام نہیں کرتا۔

## مدعی نبوت سے خدا کا سلوک

دوسرا حصہ اس معیار کا یہ ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے۔ تو خدا اس سے کیا سلوک کرتا ہے۔ اس کے متعلق آتا ہے۔ سینالھم غضب من ربھم اور پھر آگے آتا ہے۔ وکذلک نجزی المفترین جھوٹے کی سزا دنیا میں ہی ہلاکت ہے۔ اسکو ذلت پہنچتی ہے۔ یاد رکھو خدا کے نبیوں کو بھی تکالیف اور مصائب پیش آتے ہیں۔ جیسا یوسف علیہ السلام قید ہوگئے۔ مگر ان کی قید ان کی عزت کو بڑھانے والی تھی۔ وہی یوسف جسکو جیل خانہ میں ڈالا گیا اس کے متعلق بادشاہ کہتا ہے۔ استخلصہ لنفسی میں اپنی جان کے لئے اسے رکھنا چاہتا ہوں۔ برخلاف اس کے جھوٹوں پر جو عذاب و ذلت آتی ہے۔ وہ ان کو ہلاک کرتی ہے ان کا انجام خراب ہوتا ہے۔ گو صادقوں کا انجام کامیاب ہوتا ہے اور لو تقول کے ماتحت ۲۳ سال جو آنحضرت کی زندگی کے بعد دعویٰ نبوت ہیں۔ صادق اور کاذب میں معیار ہیں۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں آتا ہے۔ کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی جھوٹا مدعی ۲۳ سال کی مہلت پا جائے۔

جھوٹوں کا انجام کیا ہوتا ہے مسیلمہ نے آنحضرت سے کہا کہ مجھے اپنی نبوۃ میں شریک کیجئے یا خلیفہ اس پر ایمان لائے کہ ہمارے قبیلہ کا جھوٹا سچے قریشی سے بہتر ہے مگر خلافت صدیقی میں اس کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اب مسیلمہ کا کوئی نام لیوا بھی نہیں۔ اسی طرح مسیح موعود کے مقابلہ میں ڈوئی اٹھا۔ کہ میں الیاس ہوں۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے ہلاک کرنے کے لئے مامور ہوا ہوں

حضرت مسیح موعود نے کہا۔ کہ میں عیسائیت کی تباہی اور اسلام کی تائید و نصرت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ادھر خدا تمہیں اسلام کے تباہ کرنے کیلئے مبعوث کرے۔ اور مجھے تائید کیلئے آؤ مقابلہ کرو۔ اس نے کہا۔ مسیح ہند میرے مقابلہ میں ایک مچھر ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے دعا کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ جس نے اس قدر شہرت حاصل کر لی تھی۔ کہ ایک شہر آباد کیا تھا اس کے باپ نے اس کو ولد الزنا قرار دیا اس کی بیوی زانیہ نکلی۔ اور بچوں نے اس کی بدکرداری کا اعلان کیا۔ مرید الگ ہو گئے۔ خیانت کا مجرم ٹھہرا آخر مفلوج ہو کر ایک سرائے میں مر گیا۔ چونکہ وہ جھوٹا تھا۔ اس لئے خدا کے مرسل کے مقابلہ میں ہلاک ہوا۔ یہ خدا کی اخذ تھی۔ اور خدا کی اخذ سے کوئی کیسے بچ سکتا ہے۔

### نبی اور شاعر

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے مرسلوں کو اعتراضاً شاعر کہا گیا ہے۔ اور قرآن کریم میں آتا ہے کہ وما علمنا[ہ] الشعر وما ینبغی له ان ھو الا ذکر و قرآن مجید ہم نے اس کو شعر نہیں سکھایا۔ نہ شعر اس کے مناسب تھا۔ یہ شعر نہیں۔ ذکر الٰہی اور قرآن مجید ہے۔

یہاں پہلا سوال یہ پیدا ہوا کہ شعر سے کیا مراد ہے۔ کیا کلام موزوں۔ مگر یہ معنے درست نہیں۔ اس لحاظ سے اس آیت کے تین معنے ہو سکتے ہیں۔

(۱) یہ شعر کہہ نہیں سکتا۔ (۲) قرآن کریم کلام موزوں نہیں ہے (۳) اگر کوئی شخص آپ کو شعر یاد کرائے تو آپ وہ شعر یاد نہیں رکھ سکتے۔ لیکن یہ درست نہیں اول کلام موزوں۔ قرآن کریم میں بہت سا کلام موزوں ہے۔ مثلاً جاء الحق و زھق الباطل

ان الباطل کان زھوقا

اور فتح الباری میں بہت سی آیات ہم وزن لکھی ہوئی ہیں۔

دوسرے معنے یہ ہیں کہ آپ شعر کہہ نہیں سکتے تھے مگر مسلم کی روایت ہے کہ ایک جنگ میں آپ کی انگلی زخمی ہوئی۔ تو آپ نے یہ کلام موزوں ارشاد فرمایا۔

ھل انت الا اصبع دمیت

و فی سبیل اللہ ما لقیت

تو ایک انگلی ہے۔ جس سے خون بہتا ہے۔ اور یہ زخم اللہ کی راہ میں لگا ہے۔

اور غزوہ حنین میں آپ نے فرمایا۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں جھوٹا نہیں میں عبد المطلب کی نسل سے ہوں۔

تیسری بات یہ ہے کہ آپ کو دوسرے کا شعر یاد نہیں رہ سکتا تھا۔ احادیث میں ہے کہ آپ نے عبد اللہ بن رواحہ کے اشعار کو اور لبید کے اشعار کو پڑھا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ تینوں باتیں اس مفہوم کے خلاف ہیں۔

اب سوال ہے کہ اس آیت میں شعر سے مراد کیا ہے۔ سو وہ جھوٹ ہے۔ چنانچہ مفردات راغب میں بھی یہی معنے لکھے ہیں۔ کیونکہ شعر کے متعلق آتا ہے۔ احسن الشعر اکذبہ جتنا جھوٹا ہو اتنا ہی اچھا شعر ہوتا ہے اس لئے قرآن کریم کے متعلق فرمایا۔ اس میں جھوٹ نہیں یہ تو ذکر اور نصیحت ہے۔ شاعروں کے متعلق فرمایا۔ فی کل واد یھیمون۔ ہر خیال کو شعر میں ادا کرتے ہیں۔ اور جو کہتے ہیں۔ وہ کرتے نہیں۔ ان کے اتباع گمراہ لوگ ہوتے ہیں لیکن اس رسول کے کلام میں نہ جھوٹ ہے نہ یہ ہر ایک خیالی بات کے پیچھے دوڑتا ہے۔ نہ اس کے اتباع گمراہ ہوتے ہیں۔ بلکہ جب پڑھو تو نئے علوم اور تقوٰی طہارت کے راز کھلتے ہیں۔ یہی حال حضرت مسیح موعود کے کلام کا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق

اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

اب یہ سوال ہوتا ہے کہ ہم مجنوں کو کیسے شناخت کریں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مجنوں کی باتیں بے ترتیب ہوتی ہیں۔ اس کی محنت کا پھل نہیں ہوتا۔ اس کے اخلاق درست نہیں ہوتے۔

مگر آنحضرت صلعم کے متعلق فرمایا۔ ن والقلم وما یسطرون محمد رسول اللہ کی باتیں بے جوڑ نہیں اہل علم ان کی کتابت میں مصروف ہیں۔ ان کی باتوں میں جوڑ اور ترتیب ہے۔ آپ کے اخلاق اعلیٰ ہیں۔ اور آپ کے افعال بے نتیجہ نہیں۔ بلکہ انک لاجرا غیر ممنون

پھر مامور الٰہی کے ماننے اور نہ ماننے والوں میں فرق کرتا ہے۔ فرمایا انا لننصر رسلنا والذین آمنوا الآیہ رسولوں اور مومنوں کی اللہ تعالیٰ تائید و نصرت فرماتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی پھر فرمایا۔ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون جو نہ ماننے والے ہوتے ہیں۔ ان کے ارادے ہوتے ہیں۔ کہ وہ رسولوں اور ان کے اتباع کو ہلاک اور جلا وطن کر دیں۔

جیسا کہ آتا ہے۔ وقال الذین کفروا لرسلھم لنخرجنکم من ارضنا او لتعودن فی ملتنا فاوحی الیھم ربھم لنھلکن الظالمین و لنسکننکم الارض من بعدھم (پارہ ۱۳ ع ۱۶)

کفار نے رسولوں سے کہا۔ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دینگے۔ یا تم ہمارے دین میں لوٹ آؤ۔ مگر خدا نے وحی کی کہ ہم ان ظالموں کو ہلاک کر دینگے اور تم کو ان کی بجائے اس کا وارث کر دینگے۔

### ترقی جماعت

پھر ایک بات یہ دیکھنے کے قابل ہے۔ کہ جیسا کہ ہرقل کے سوال میں ہے ایزیدون ام ینقصون۔ بل یزیدون کیا وہ بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں۔ جواب ملا۔ بڑھتے ہیں یہ سچی جماعت کی علامت ہے۔

اس کے مقابلہ میں منکرین کی یہ حالت ہوتی ہے لیاخذوہ وجادلوا بالباطل ہر ایک جماعت نے چاہا۔ کہ اپنے رسول کو پکڑے۔ اور اس سے جھگڑے ہر ایک قوم نے نوح کے وقت سے یہی چاہا کہ اپنے رسول کو پکڑے اور اس کے مقابلہ میں دلائل باطل پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے مقابلہ میں ہماری یہ ہمیشہ سے سنت ہے۔ کہ ہم ایسے منکرین کو ہمیں پکڑ لیا کرتے ہیں۔ جو حق خدا کی طرف سے آتا ہے۔ حکام کو قوم اس کے برخلاف برانگیختہ کرتی ہے

جیسا کہ حضرت موسیٰ پر جب ساحر ایمان لائے اور قتل ہوئے۔ تو فرعون کے درباریوں نے کہا۔ یہ تو قتل کئے گئے۔ حالانکہ موسیٰ اور اس کی قوم آزاد ہے اس پر فرعون نے کہا کہ میں ان کے بچوں کو قتل کرونگا۔ اور بیٹیوں کو زندہ رکھونگا۔ اس کے مقابلہ میں صادق کی زبان سے نکلتا ہے۔ کیا ہوا۔ والعاقبة للمتقین انجام ہمارا ہی اچھا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک معیار یہ ہے۔ ان اللہ لایصلح عمل المفسدین اللہ مفسدوں کے اعمال کی اصلاح نہیں کرتا۔ اور اس سے بڑھکر فساد کیا ہو سکتا ہے۔ کہ خدا پر جھوٹ بنا جائے۔ چنانچہ ساحر جب موسیٰ کے مقابلہ میں پیش ہوئے۔ تو انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ تم ڈالوگے یا ہم ڈالیں۔ آپ نے فرمایا تم پہلے ڈالو اللہ مفسدوں کے عمل کو درست نہیں کریگا۔ اور تمہارا فساد کھل جائیگا۔ اور نتیجہ بھی یہی ہوا کہ ان کا سحر کھل گیا۔ اور وہ آپ کے تابع ہو گئے۔

غلبہ رسل کے متعلق یوحنا کی انجیل میں آتا ہے خاطر جمع رکھو میں دنیا پر غالب آیا ہوں۔

معیار تو بہت پیش کرنے کے قابل تھے۔ مگر وقت کی تنگی مانع ہے۔ اب میں بعض ان باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ جنہیں غلط طور پر معیار سمجھا جاتا ہے۔ کہتے ہیں۔ ماکنت تتلوا من الکتاب ولا تخطہ بیمینک من قبل الخ میں اس سے پہلے لکھا پڑھنا نہ جانتا تھا۔ لوگ اس سے استدلال کرتے ہیں۔ کہ نبی کا پڑھا لکھا ہونا چاہئے۔ اگر اس سے یہی مراد ہے۔ تو بہت سے انبیاء کی نبوت سے انکار کرنا پڑیگا۔ حضرت مسیح نے کئی سال تک تورات کی تعلیم حاصل کی۔ پھر قرآن گواہی دیتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ کے بعد انبیاء تورات کی بنا پر فیصلہ کیا کرتے تھے۔ جو علماء اور درویش امت موسوی ہوتے تھے۔ وہ نبوت پاکر تورات پر لوگوں کو چلاتے تھے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے لکھے نہ تھے۔ کہ مخالفین شبہ کریں کہ آپ نے یہ تعلیم پہلی کتابوں سے نکال کر پیش کر دی ہے جیسا کہ انہوں نے اساطیر الاولین کہدیا۔ ورنہ اگر اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ نبی کا ان پڑھ ہونا ضروری ہے۔ تو اس طرح پہلے انبیاء میں سے بہت سے انبیاء کی نبوۃ سے انکار کرنا پڑیگا۔

اب چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے۔ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ اس دفعہ جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے۔ بعض معیار انجیل سے نکالے گئے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ اگر موقع ملا تو ہندوؤں کی کتب سے معیار نکال کر پیش کئے جائینگے۔

## صدر جلسہ کے ریمارک

جناب حافظ صاحب کی تقریر کے بعد صدر جلسہ نے اعلان کیا کہ احباب ان دلائل کو یاد کر کے مخالفین کے سامنے پیش کریں۔ ایک صاحب نے تحریک کی ہے کہ اگر یہ ٹریکٹ کی صورت میں چھپ جائیں تو بیس روپیہ میں دونگا۔

دوسرا اعلان ناظر امور عامہ کی طرف سے یہ کیا گیا۔ کہ جلسہ پر جو نکاح ہوتے ہیں ان کا بعد میں اندراج رجسٹر مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے فریقین کو چاہئیے کہ وہ پہلے رجسٹر میں اندراج کرا لیں۔ اور پھر نکاح پڑھوائیں۔

تیسری بات انکوائری آفس کی ہے۔ اس کے انچارج سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ہیں۔ جو بات دریافت کرنی ہو وہ ان کے دفتر میں جا کر کی جائے۔ اور جن احباب کے خطوط وغیرہ ہوں وہ بھی وہ لیں۔ اب یہ اجلاس ختم ہوتا ہے۔

## دوسرا اجلاس ۲۶ر دسمبر ۱۹۲۲ء

### صدر انجمن احمدیہ کی رپورٹ

جلسہ کی کارروائی ½ ۲ بجے شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد اڑھائی بجے جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان نے انجمن کی رپورٹ سنانی شروع کی۔ اور اس سے قبل بتایا۔ کہ جن اقوام نے ترقی کرنی ہوتی ہے۔ وہ اپنی گذشتہ کاموں کی رپورٹ اور آئندہ کے پروگرام کو بے توجہی سے نہیں سنا کرتیں۔

### انجمن کا آمد و خرچ

پھر بتایا کہ انجمن کیا چیز ہے۔ جماعت کے کچھ لوگ مرکز سلسلہ میں تمام جماعت کے کام کو ایک خاص اصول کے مطابق انجام دیتے ہیں۔ یہ جماعت کا کام ہے۔ جو چند افراد کرتے ہیں۔ پھر اصل موضوع کے متعلق بتایا۔ کہ یہ رپورٹ سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء کے متعلق ہے۔ اس سال میں گرانی کے باعث بہت تخفیف کی گئی۔ تخفیف علاوہ تنخواہوں میں کمی کرنے کے محرروں میں بھی تخفیف کی گئی ہے۔ اور مدرسوں کو جو بعض اوقات رخصت کے ٹل جاتے تھے۔ وہ کام سے پر کر دئے گئے ہیں۔ اور دیگر اخراجات میں بھی کمی کی گئی ہے۔ ہمارا سنہ ۲۱-۱۹۲۰ء کا بجٹ دو لاکھ تراسی ہزار ایک سو ۲۹ کا تھا۔ مگر اس کے مقابلہ میں سال زیر رپورٹ کا بجٹ ایک لاکھ اکیاسی ہزار چار سو پندرہ روپے رکھا گیا ہے۔ چونکہ بجٹ کم تھا۔ اور ضروریات زیادہ اس لئے دوران سال میں ۱۷ ہزار بجٹ میں اور بڑھانا پڑا۔ اب مہتمم تحصیل کا دفتر زائد کیا گیا ہے۔ اس طرح دو ہزار کا خرچ زائد ہو گیا ہے۔

### انجمن کے ماتحت صیغے

اس انجمن کے ماتحت مندرجہ ذیل صیغہ جات ہیں۔

(۱) ایک انگریزی سکول جس کا نام تعلیم الاسلام ہائی سکول ہے۔ (۲) مدرسہ احمدیہ (۳) مقبرہ بہشتی۔ (۴) اشاعت اسلام جس کے ماتحت ریویو انگریزی ہے (۵) وظائف طلبا جو دو قسم کے ہیں۔ ایک مدرسہ احمدیہ کے اور دوسرے وظائف بیرونی جو کالج کے طلباء کو دئے جاتے ہیں۔ (۶) شفاخانہ (۷) متفرقات سکرٹری وغیرہ کا دفتر (۸) پراویڈنٹ فنڈ۔ (۹) تعمیر۔ (۱۰) بورڈران ہائی سکول (۱۱) احمدیہ ہوسٹل لاہور (۱۲) لنگر خانہ (۱۳) گرلز سکول وغیرہ

ان تمام مدات کی ذاتی آمدنی بھی ہے۔ مگر مقابلہ

آمد و خرچ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکثر محکمہ جات کی آمد کم اور خرچ زیادہ ہے۔ بعض محکموں کی آمد بہت زیادہ اور ذاتی خرچ کچھ نہیں۔ ان میں جو خرچ دکھایا گیا ہے وہ ان سے متعلق صیغہ میں جاتا ہے۔ مثلاً بہشتی مقبرہ کی آمد سے طلباء کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔ باوجود تخفیف کے خزانہ کئی ہزار کا مقروض تھا۔ ۳۰ ہزار کے بل قابل ادا تھے۔ اس حالت کو دیکھکر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے قرضہ اور خاص چندہ کی تحریک کی جس سے کام چل پڑا۔ قرض بیس ہزار باقی ہے۔ جس میں دس ہزار پراویڈنٹ فنڈ ہے۔ لنگر خانہ میں ۲۲-۱۹۲۱ء میں صرف آٹا ۴۹۹۴ من ۲۹ سیر ۱۲ چھٹانک خرچ ہوا۔ اور ۱۶۰۳۲۵ مرد و زن نے لنگر سے کھانا کھایا۔

اس کے بعد آپ نے چند الفاظ میں احباب کو امداد سلسلہ کا وعظ فرمایا۔ اور توجہ دلائی کہ مدرسہ احمدیہ میں ایسے لڑکے کم آتے ہیں۔ جو اپنا خرچ آپ برداشت کریں۔ حضرت مسیح موعود نے اس بات کو خطرہ کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ کہ جماعت سے جو علماء فوت ہوں۔ ان کے قائم مقام نہ پیدا ہوں۔

## مولوی ثناء اللہ امرتسری سے آخری فیصلہ

صدر انجمن کی رپورٹ کے بعد مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا لیکچر تین بجکر چند منٹ پر شروع ہوا۔

### مولوی ثناء اللہ کی پوزیشن

آپ نے کہا۔ مولوی ثناء اللہ کو ہماری جماعت کے تمام افراد جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ شخص بوجہ اپنی شرارت کے وہی درجہ مسیح موعود کے مقابلہ میں رکھتا ہے۔ جو آدم کے مقابلہ میں ابلیس کو حاصل تھا۔ آدم ثانی کا یہ ناکام دشمن زندہ ہے اور مسیح موعود کی ترقی کو دیکھتا ہے اور جل جل کر مرتا ہے۔ وہ ایسی جگہ رہتا ہے جہاں سے اسکو قادیان آنیوالے نظر آسکتے ہیں۔ پھر اخبارات کی کثرت نے اس بعد کو نزدیکی سے بدل دیا ہے۔ جب احمدیہ یعنی مسیح موعود کے خدام کے کارنامے اور ان کی روز افزوں ترقی کی خبریں پڑھتا ہے۔ اور حسد سے جل جاتا ہے۔ یہ مسکین ناکام دشمن کہتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے کہا تھا۔ کہ کاذب صادق کی زندگی میں مریگا۔ سو وہ مر گئے۔ اور میں زندہ ہوں۔ پس مرزا صاحب نعوذ باللہ جھوٹے ثابت ہوئے۔ مگر اس کا یہ کہنا جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا ایک دھوکا ہے۔

### مسیح موعود کی ثناء اللہ کے متعلق دعا تھی

حضرت مسیح موعود نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں ایک اشتہار دیا۔ اس میں بیشک خدا سے دعا کی۔ کہ صادق کی زندگی میں کاذب کو ہلاک کر۔ مگر یہ دعا کس قسم کی تھی صرف یک طرفہ دعا تھی۔ اگر یہ مباہلہ ہو تو لازمی ہے کہ اس کے لئے دیکھا جائے کہ دوسری طرف سے قبول بھی کی گئی۔ کہ نہیں۔ اگر یہ مباہلہ منظور ہو جاتا تو ثناء اللہ کا مرنا یقینی تھا۔ اور اگر یہ پیشگوئی ہوتی تب بھی ثناء اللہ کی زندگی سے غلط ہو سکتی تھی۔ لیکن اگر محض دعا ہو تو اس کے لئے پورا ہونا لازمی طور پر ضروری نہیں۔ اگر اس کو محض نامنظور شدہ دعا سمجھیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی اس تحریر میں صاف لکھا ہے کہ یہ دعا ہے نہ کہ الہام۔ اور کوئی پیشگوئی نہیں۔ ثناء اللہ نے بھی اسکو پہلے دعا ہی سمجھا تھا۔ اور اسے نامنظور شدہ دعا سمجھا جائے تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مرقع بابت جون ۱۹۰۷ء میں مولوی ثناء اللہ نے ایک مضمون بعنوان "سرسید احمد خاں اور مرزا ئے قادیان" لکھا ہے۔ اس میں غلام دستگیر کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ فاضل شخص تھا۔ یہ دعا کیسے کر سکتا تھا۔ کیونکہ رسول کریم نے جب مسیلمہ کیلئے دعا کی تو وہ باوجود اس کے کہ آپ کے بعد مرا جھوٹا تھا۔ ہاں وہ بے نیل مرام مرا۔ پس مسیح موعود نے دعا کی بیشک آپ پہلے فوت ہو گئے اور مولوی ثناء اللہ زندہ ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہا ہے۔ اس کی زندگی ہی اسکے جھوٹے ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ پھر ثناء اللہ نے خواہش بھی کی تھی۔ کہ میں زندہ رہوں اور نشان دیکھوں۔ پس یہ زندہ ہے۔ اور نشان صداقت مسیح موعود دیکھ رہا ہے۔ اور اسکی زندگی مسیلمہ کی زندگی کی طرح بے نیل مرام زندگی ہے۔

### ثناء اللہ کا مباہلہ سے انکار

اس کو ثناء اللہ نے مباہلہ بھی قرار دیا ہے اور حضرت کی وفات اور صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کو اپنے ساتھ مباہلہ کا اثر قرار دیا ہے۔ لیکن یہ مباہلہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ثناء اللہ نے اسکی قبولیت سے انکار کر دیا تھا جیسا کہ اسکا اخبار اہلحدیث اپریل ۱۹۰۷ء ظاہر کرتا ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے اور بھی یکطرفہ مباہلوں کو مباہلہ قرار دیا ہے۔ غلط فہمی ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ ہم سے جو یکطرفہ مباہلہ چاہے اپنے طور پر کر سکتا ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے آپکے متعلق بد دعا کی وہ ہلاک ہوئے۔ مگر ثناء اللہ نے اس سے انکار کیا۔ اس لئے وہ اس معاملہ سے مستثنیٰ ہو گیا۔ تیسری صورت جو آجکل مولوی ثناء اللہ پیش کیا کرتا ہے یہ ہے۔ کہ یہ ایک پیشگوئی ہے جس کی بنا ایک ڈائری ہے۔ حالانکہ صاف طور پر وہ ڈائری ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کی ہے۔ اور ثناء اللہ کے متعلق جو اشتہار ہے وہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کا ہے۔ وہ مفتی محمد صادق صاحب کا خط کہ حضرت حجۃ اللہ کے دل میں تحریک ڈالی گئی۔ سو یہی تحریک ہے کہ حقیقۃ الوحی بھیجی جائیگی۔ اور پھر ثناء اللہ مباہلہ کرے۔ پس اگر مولوی ثناء اللہ مباہلہ کرتا تو ضرور مر جاتا۔ اور پھر الفاظ عنوان اشتہار دیکھئے۔ جو یہ ہیں۔ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ یہ وہی الفاظ ہیں جو مولوی نذیر حسین کے متعلق لکھے گئے تھے۔ اگر یہ ہوتا کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق آخری فیصلہ تب یہ بات معلوم ہو سکتی تھی کہ اسکو پہلے مرنا چاہئے۔ اجیب دعوۃ الداع الہام اور حضرت مسیح موعود کے اس قول میں کہ ثناء اللہ کی طرف توجہ کی گئی یہی بات ہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ مباہلہ کرینگے۔ تو ہلاک ہونگے۔

### مباہلہ کا چیلنج

بالآخر اگر مولوی ثناء اللہ کو بات کے اس قدر صاف ہو جانیکے بعد بھی اسپر اعتراض ہے تو ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم میں سے کسی ایک سے اس بارے میں مباہلہ کر لیں۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ دیکھیں۔

## رپورٹ صیغہ تعلیم و تربیت

مولوی عمر الدین صاحب کی تقریر کے بعد آدھ گھنٹہ میں صیغہ تعلیم و تربیت کی رپورٹ جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے ناظر صیغہ تعلیم و تربیت نے خلاصتاً بیان کی۔ اور بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس صیغہ کی بنیاد ڈالی ہے۔ اس کا ایک ناظر و نائب ناظر اور عملہ مقرر ہے۔ اس صیغہ کے دو پہلو ہیں۔ (۱) تعلیم (۲) تربیت۔

## دینی تعلیم کا انتظام

ہماری غرض یہ ہے۔ کہ جماعت میں دین کی تعلیم عام ہو جائے اس کے لئے اسباق القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا تھا جو بوجہ کثرت مشاغل جاری نہ رہ سکا۔ مگر اب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے شروع کیا ہے اور تین اسباق تیار ہو چکے ہیں۔

دوم مدارس ہیں ان میں سے بعض توڑ دیئے گئے اور بعض ڈسٹرکٹ بورڈوں کے سپرد کئے گئے۔ اور کچھ باقی ہیں۔ جو اپنا کام کر رہے ہیں۔

علاقہ کشتک میں ایک نیا سکول کھولا گیا ہے جس کا نصاب مدرسہ احمدیہ کا نصاب ہے تیسرا طریق تعلیم کا یہ ہے کہ جو مہمان بیرونجات سے قادیان میں تشریف لاتے ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ کچھ تو انجمن کے ذریعہ سے کچھ نظارت کے ذریعہ۔ اول ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح کا درس ہے۔ جو آپ کی علالت کے زمانہ میں مولوی سرور شاہ صاحب دیتے تھے۔ دوم درس حدیث کا ہے۔ جو بعد نماز مغرب سید محمد اسحاق صاحب مہمانخانہ میں دیتے ہیں۔ اس میں کئی کتابیں حدیث کی ختم ہو چکی ہیں تیسرا درس حضرت مسیح موعود کی کتب کا ہے۔ جو مولوی محمد اسماعیل صاحب دیتے ہیں۔ چہارم وہ لوگ ہیں جو کچھ عرصہ طالبعلمانہ طور پر پڑھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ایک جدید جماعت کا انتظام کیا گیا ہے۔ ان کے لئے درس حدیث بھی ہے۔ اور عربی بھی۔ ایک درس شیخ عبدالرحمن صاحب قرآن کریم کا دیتے ہیں۔ جس میں لفظی ترجمہ پڑھاتے ہیں۔

جو احباب کشمیر سے آتے ہیں۔ ان کو میر محمد اسحاق صاحب اور شہزادہ حاجی عبدالمجید صاحب پڑھاتے ہیں۔ ان کو بزبان اردو ارکان اسلام و ایمان کی تعلیم دیتے اور خصوصیات سلسلہ بتاتے ہیں۔ اور میاں محمد خان صاحب جو قادیان میں ہی رہتے ہیں ان کے لئے ترجمانی کا کام دیتے ہیں۔

جو احباب افغانستان سے آتے ہیں۔ ان کو مولوی عبدالستار صاحب مولوی ارجمند خان صاحب مولوی غلام رسول صاحب افغان پڑھاتے ہیں۔

جو لوگ متفرق آتے ہیں۔ ان کو مولوی مبارک احمد صاحب اور مولوی غلام احمد صاحب پڑھاتے ہیں۔ امسال اگست ۱۹۲۲ء میں جو احباب درس حضرت خلیفۃ المسیح میں شمولیت کے لئے آئے تھے ان میں سے تین نے تین جگہ پر درس شروع کر دیا ہے۔ ہمارا دل چاہتا ہے۔ کہ جہاں جہاں جماعتیں ہیں۔ سب جگہ یہاں کے طریق پر درس ہو۔

**تربیت** اس صیغہ کا دوسرا پہلو تربیت ہے یہ کسی ایک شخص واحد کا کام نہیں۔ اس میں تمام جماعت کی مدد اور اعانت کی ضرورت ہے۔ ضرورت ہے کہ ہر جگہ تعلیم اور اور تربیت کے سکرٹری مقرر ہوں۔ اور وہ اپنے کام کی مفصل رپورٹ ہمیں بھیجیں۔

## رپورٹ صیغۂ امور عامہ

خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب ناظر صیغہ امور عامہ نے اپنے صیغہ کی رپورٹ سنانی شروع کی۔ آپ نے بتلایا کہ اس صیغہ کے ماتحت ۸ کام ہیں۔ مثلاً (۱) امداد مصیبت زدگاں (۲) رفع تنازعات باہمی۔ (۳) عام بہبودی (۴) انتظام بیکاراں معہ رشتہ ناطہ (۶) صنعت حرفت۔ (۶) احمدیہ سٹور۔ (۸) خدمات گورنمنٹ وغیرہ وغیرہ

پہلا عنوان امداد مصیبت زدگاں ہے۔ اس کے ماتحت ۸ کام ہوئے ہیں۔ ایک احمدی کی جان خطرہ میں تھی اس کا انتظام کیا گیا۔ ایک ریاست میں احمدیوں کو تکالیف تھیں۔ ان کا ازالہ کرایا گیا۔ بعض مقدمات دائر ہیں۔ ان میں امداد کی جا رہی ہے۔ رفع تنازعات کے لئے یہاں پر پنشنر رسالدار خداداد خان صاحب اور غلام محمد صاحب پنشنر سب انسپکٹر آنریری کام کرتے ہیں۔ باہر کی تین جماعتوں نے محتسب کا انتظام کیا ہے۔ اگر باقی جماعتیں بھی مقرر کریں۔ تو مرکز میں بہت جھگڑے نہ آئیں۔

جماعت کی بہبودی کی کوشش کے متعلق بھی کاروائی ہوتی رہتی ہے۔ گورنمنٹ پنجاب کے ذریعہ تحفہ شہزادہ ویلز اور ایڈریس پہنچایا گیا۔ اور بہت سے انگریز افسروں تک یہ کتاب پہنچائی گئی۔ قادیان کی سڑک اور تار کے متعلق کوشش کی جا رہی ہیں۔ گورنمنٹ اپنی معذوری ظاہر کر رہی ہے۔

سڑک اور تار کے متعلق ایک رزولیوشن جلسہ کی طرف سے بذریعہ تار گورنمنٹ کے پاس بھیجا گیا۔ ایک شخص یہاں ٹرامویے جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے متعلق قواعد وغیرہ دیکھے گئے ہیں۔ صوبہ سرحدی میں ہمیں مرزائی اور قادیانی سرکاری کاغذات میں لکھا جاتا تھا۔ اسکی بجائے سرکاری کاغذات میں احمدی کا لفظ آئندہ اندراج کرایا گیا ہے احمدی فوجی ملازمین میں احمدی اخبارات کے داخلہ میں کچھ دقت تھی مگر یہ بالکل اٹھائی گئی ہے۔ گورنمنٹ کابل کو کچھ صنعت و حرفت سکھانے والے لوگوں کی ضرورت تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کے مطابق ہماری جماعت کے کچھ لوگوں نے مفت یہ کام سکھانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ سفیر کابل کے پاس کاغذات بھیجدئے گئے ہیں۔ تا حال کوئی جواب نہیں آیا۔

ایک انگریزی درسی ریڈر میں اسلام کے متعلق غلط خیالات درج تھے۔ مولوی محمد الدین صاحب ایڈیٹر ریویو نے توجہ دلائی۔ اور پھر محکمہ تعلیم پنجاب میں لکھا گیا۔ محکمہ نے شکریہ کے ساتھ اصلاح کرنے کا وعدہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ کتاب بغرض اصلاح مولوی صاحب کے پاس بھیجدی۔

فوجی المناک میں اسلام کے متعلق کچھ غلط باتیں درج تھیں۔ اسکی طرف توجہ دلائی گئی۔ اس کی اصلاح کا کمانڈر انچیف آف انڈیا کی طرف سے وعدہ کیا گیا۔

گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ جیل خانوں میں احمدی واعظین کو وعظ کے لئے جانیکی اجازت دی جائے اور جیل میں مسلمان قیدیوں کے لئے رمضان کے مہینہ میں جو کچھ مشکلات تھیں اس کے متعلق اسلامی نقطہ نگاہ سے گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی۔ جس کے متعلق گورنمنٹ نے آسانیوں کا اعلان کیا۔ مدراس ہائی کورٹ کے مشہور مقدمہ میں خدا نے ہمیں کامیابی دی۔ جو مشن جج کی وجہ سے خطرناک صورت اختیار کر گیا تھا۔

ایک سیاسی امیر صوبجات متحدہ میں مقرر کیا گیا تھا۔ جس نے حکام صوبہ کو احمدی خیالات سے واقف کیا۔ رشتہ و ناطہ میں مشکلات پیش ہیں۔ جن کی وجہ لڑکی اور لڑکے والوں کے بلند معیار ہیں۔ اگر لوگ اسلام اور عام حالات کو دیکھیں۔ تو یہ تکلیف دور ہو سکتی ہیں۔

احمدیہ سٹور میں نقصان ہوا ہے جس کی مقدار ۱۲ ہزار ہے اب اس کا انتظام ڈائرکٹروں کی جماعت کے سپرد ہے زراعتی سٹلمنٹ میں جو جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے

ہمیں ملی تھیں۔ شیخ قطب الدین صاحب اور مرزا برکت علی صاحب نے اچھا کام کیا ہے۔ گورنمنٹ نے ۲۱ مربع زمین ان لوگوں کو دی ہے۔

ہم لوگ جو خدمات گورنمنٹ کی کرتے ہیں وہ مذہبی نقطہ نگاہ سے کرتے ہیں۔ طوفانی ایجی ٹیشن کے زمانہ میں ہماری جماعت نے نہایت اچھی طرح وفاداری دکھائی ہماری وفاداری سچی وفاداری ہے۔ چنانچہ مالابار میں گورنمنٹ کے خلاف جو جنگ ہوئی اس میں مٹھی بھر احمدیوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور کہا کہ ہم حاضر ہیں۔ جو خدمات چاہیں ہم سے لیں۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے اس کا اعتراف کیا گیا۔

ٹیریٹوریل میں افسوس ہے کہ ہمارے نوجوان کافی بھرتی نہیں ہوئے۔ چاہیئے کہ اس طرف توجہ کریں۔ اس میں محسن گورنمنٹ کا احسان بھی ادا ہوگا۔ اور ہماری جماعت کے لوگوں میں جسمانی ورزشی کام کرنے سے مضبوطی اور انتظام کے ماتحت کام کرنے کی عادت پیدا ہوگی۔ یہ پہلے دن کی روئداد جلسہ ہے۔

## ٹرکی کے نئے اور پرانے خلیفہ کے اوصاف

خلافت کمیٹی کلکتہ کے نائب صدر نے سابق سلطان ٹرکی کی خلافت سے معزولی کے اسباب بیان کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں خلیفہ کے حسب ذیل اوصاف بیان کئے ہیں۔

"خلیفہ آزاد اور فاعل مختار ہونا چاہیئے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ مقاصد شرع اسلامی کے تحفظ کیلئے قوانین نافذ کر سکے۔ طاقت اقتدار قابلیت اور جرات کے ساتھ مظلوموں کا انصاف کر سکے۔ دین کی ...... کر سکے۔ اور ایسے جہاد کا اعلان کر سکے۔ جو مذہب کی حفاظت اور خلافت کے تحفظ کے لئے ناگزیر ہو" (زمیندار ۲۲ دسمبر ۱۹۲۲ء)

ان اوصاف کو بیان کرنے کے بعد اپنے سابق "خلیفۃ المسلمین" کے متعلق لکھا ہے۔

"سلطان سابق خواہ ذاتی طور پر کیسے ہی معصوم اور بے خطا ہوں۔ لیکن درحقیقت انہوں نے بدقسمتی سے ہر قسم کی طاقت اور ہر طرح کا اقتدار کھو دیا تھا۔ اور اب اپنے عہدہ کے فرائض ادا کرنے سے قاصر ہو گئے تھے۔ ان حالات کے ماتحت یہ ضروری تھا۔ کہ کوئی بااختیار اور آزاد شخص مسند خلافت پر بٹھایا جائے"۔

یہ سب صحیح۔ لیکن دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ اب جو نیا خلیفہ بنایا گیا ہے۔ کیا اس میں یہ سب اوصاف پائے جاتے ہیں۔ جن کے نہ ہونے کی وجہ سے سابق خلیفہ کو معزول کیا جا رہا ہے۔ کمالیوں کے اعلانات اور خود نئے "خلیفۃ المسلمین" کا ارشاد صاف طور پر بتا رہا ہے۔ کہ انہیں سیاست میں قطعاً کوئی دخل نہ ہوگا۔ اور اس وجہ سے پہلے خلیفہ کو جس قدر اقتدار حاصل تھا اتنا بھی موجودہ خلیفہ کو نہیں ہے۔ پھر اس میں وہ اوصاف کس طرح پائے جا سکتے ہیں۔ جن کا خلیفہ کے لئے ہونا ضروری اور لازمی ٹھیرایا گیا ہے۔ اور اسکی خلافت کیونکر مسلمانوں کو مسلم ہو سکتی ہے۔

## کمالی اور جزیرۃ العرب

گیا کانفرنس کی سبجیکٹ کمیٹی میں مسز سروجنی نائیڈو نے کمالیوں کے متعلق حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا۔

"یہ کانگرس غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور ترکی قوم کو ان کی شاندار کامیابیوں پر مبارکباد دیتی ہے۔ نیز ان کو یقین دلاتی ہے۔ کہ جب تک گورنمنٹ برطانیہ حتی المقدور ان تمام رکاوٹوں کو دور نہ کریگی۔ جو اس نے بذات خود ترکی قوم کی آزادی کے راستے میں حائل کی ہیں۔ اور جب تک وہ اسلام کی محافظ نہ بن جائیں۔ اور جب تک جزیرۃ العرب غیر مسلم نگرانی سے آزاد نہ ہو جائے۔ اہل ہند اس جدوجہد ...... گے"

اس ریزولیوشن کے متعلق ایک ...... مسٹر بشیر الدین ...... نے یہ ترمیم پیش کی۔ کہ جزیرۃ العرب کے متعلق "غیر مسلم نگرانی" کی بجائے "غیر ملکی نگرانی" کے الفاظ رکھے جائینگے۔ اور تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"کانگرس کا مقصد آزادی حاصل کرنا ہے۔ ہم سب اس وقت آزادی کے مندر میں ہیں۔ میں یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ ایک قوم دوسری قوم پر حکومت کرے۔ میں انگریزوں کو کل ہی یہاں سے کوچ کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور اس اصول کی رو سے میں فرانس کو جرمنی پر اور ترکوں کو عرب پر حکومت کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا میری ترمیم کا یہ مطلب ہے۔ کہ جزیرۃ العرب پر کوئی غیر ملکی حکومت حکمران نہ ہو۔ خواہ یہ غیر ملکی حکومت مذہب اسلام ہی رکھتی ہو۔ اور کہ عربوں کو حکومت خود اختیاری ملنی چاہیئے"۔

یہ ترمیم کانگرس کے اصول اور اغراض کے عین مطابق تھی۔ اور اس کے اس دعوے کے بالکل مطابق کہ آزادی ہر ایک قوم کا پیدائشی حق ہے۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ حکیم اجمل خان صاحب نے باوجود یہ کہنے کے کہ "میں اس بات کا حامی ہوں۔ کہ دنیا کی تمام قومیں آزاد ہونی چاہئیں" پھر بھی جزیرۃ العرب کی آزادی کی مخالفت کی اور اس کی وجہ یہ قرار دی۔ کہ "اگر حکومت عرب کو آزاد کر دیا جائے۔ تو یہ یورپین اقوام کے حملوں کی تاب نہ لا سکیگی"۔

ہم پوچھتے ہیں۔ اگر اس بنا پر عربوں کو ان کے اپنے ملک میں آزادی نہیں ملنی چاہیئے۔ تو ہندوستان کیلئے کانگرس کا مطالبۂ آزادی بھی بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر اس وقت ہندوستان کو سلطنت برطانیہ کی حفاظت سے نکال لیا جائے۔ تو اس میں بھی یورپین اقوام تو الگ رہیں کسی ایشیائی قوم کے حملہ سے محفوظ رہنے کی طاقت نہیں ہے۔ لیکن باوجود اس بات کو جانتے ہوئے ہندوستان کی کامل آزادی کا بڑے زور شور سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ پس عربوں کی آزادی کی مخالفت کرنا جہاں کانگرس کے اپنے مطالبہ کے خلاف ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اہل کانگرس ان اقوام کے متعلق جن سے ان کی کوئی غرض نہیں پوری ہوتی وہ حقوق تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔ جو اپنے لئے حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

## رسالہ آخری حربہ کا جواب

جیسا کہ پہلے ہی لکھدیا گیا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب نے خاتم النبیین کی بحث کے متعلق اپنا مضمون رسالہ کی شکل میں جلسہ پر شائع کیا۔ اگرچہ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے

## ضرورت

ایک احمدی لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے لڑکی خدا کے فضل سے خواندہ باسلیقہ اور امور خانہ داری سے واقف اور نوجوان عمر ۱۶ سال ہے۔ درخواست کنندہ میں مندرجہ ذیل اوصاف ہونے ضروری ہیں تعلیم یافتہ برسر روزگار خواہ ملازمت پیشہ ہو۔ یا تجارت پیشہ مگر باحیثیت ہو۔ اور ماہوار تنخواہ یا آمد نی ایکسو روپیہ سے کم نہ ہو۔ نوجوان دیندار احمدی ہو۔ درخواست میں اس امر کا تذکرہ ضرور ہو۔ کہ وہ کب احمدی ہوا اور کون کون رشتہ دار اس کے احمدی ہیں۔ اور عمر کتنی ہے۔ اور دیگر خاندانی حالات کیا ہیں۔ خط و کتابت بنام۔ ا۔ ف۔ پ۔ ج۔ معرفت مینیجر الفضل قادیان ہونی چاہئیے۔

## چاندی کی متبرک انگوٹھیاں

چاندی کی خوشنما اور منقش انگوٹھی کے چھوٹے سے ہشت پہلو سرخ یا سبز نگینہ پر سنہری بیل کے درمیان خوشنما سنہری پختہ حرفوں میں کلمہ طیبہ یا الیس اللہ بکاف عبدہ یا سلام قولا من رب رحیم یا حسبی اللہ نعم الوکیل یا سبحان اللہ ایسا خوشنما اور صاف کندہ ہے۔ کہ دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ فی انگوٹھی عہ مع محصول ڈاک خریدار عہ سورۃ فل ہو اللہ کی انگوٹھی دو روپے

[illegible] اشتہار کے حوالہ سے ہوں تو پیشگی روپیہ [illegible]

مینیجر کارخانہ متبرک انگوٹھیاں بٹالہ پنجاب

## حبوب جامع الفوائد

اللہ شافی۔ حبوب جامع الفوائد یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرکات اور حضرت خلیفہ اول کے تجربات سے ہے۔ یہ فدوی کا ۲۰ سالہ تجربہ ہے۔ یہ بے نظیر گولیاں۔ دافع فالج رعشہ وجع المفاصل [illegible] بھوک اور یہ خاص دواؤں کے جوہر سے مرکب ہیں۔ قیمت۔ نمبر ۲ ۱۲ ار۔ یکصد گولی۔ پانچ روپیہ محصول ڈاک ۶ر

خاکسار
برکت علی احمدی رمل ڈاکخانہ پنڈی کالو گجرات

## تجارت فضل ہے

(۱) کیا آپکو تجارت کرنے کا شوق ہے۔

(۲) کیا آپ کی موجودہ تنخواہ میں گذارہ نہیں ہوتا اور آپ اپنی آمدنی بڑھانا چاہتے ہیں۔

(۳) کیا آپ ملازمت سے تنگ آکر تجارت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

(۴) کیا آپ چاہتے ہیں کہ ملازمت بھی رہے اور فالتو وقت میں کوئی ایسا کام مل جاوے جس سے آمدنی بڑھ سکے۔

(۵) کیا آپ کی موجودہ تجارت فائدہ مند نہیں رہی اور کیا آپ کسی اور تجارت کی تلاش میں ہیں۔

(۶) کیا آپ اپنے اخراجات کم کرنے میں ہر وقت پریشان رہتے ہیں۔

(۷) کیا آپ نے اس پر کبھی غور کیا۔ کہ اخراجات گھٹانے کی بجائے آمدنی بڑھانے کی طرف توجہ کیجائے

(۸) کیا آپ نے اس سوچ میں کئی ماہ تو نہیں گذار دیئے کہ تجارت کریں یا نہ کریں اور کریں تو کس قسم کی تجارت کریں۔

غرضکہ اگر آپ کو تجارت کا شوق ہو۔ تو آپ ہم سے خط و کتابت کریں۔ ہم لنڈن اور جرمنی سے تاجروں کے لئے ہر قسم کا مال منگاتے ہیں اسلئے ہم آپ کو تجربہ کی بناء پر بتا سکتے ہیں۔ کہ کس قسم کی تجارت [illegible] فائدہ مند ثابت ہوئی ہے۔ اور آپ کے لئے کس کام میں فائدہ کی امید ہو سکتی ہے۔

برٹش امپورٹ ایجنسی ۲۳
میکلوڈ روڈ لاہور

## قادیان میں قابل فروخت سکنی زمین

قادیان دارالامان میں مکان بنانیکے خواہشمند احباب کی اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے۔ کہ اسوقت قادیان کی نو آبادی میں مندرجہ ذیل شرح کی سکنی زمین قابل فروخت موجود ہے

| قیمت | |
|---|---|
| ساڑھے سات روپیہ ۷ | فی مرلہ |
| دس روپیہ | فی مرلہ |
| ساڑھے بارہ روپیہ ۱۲ــ۸ | فی مرلہ |
| پندرہ روپیہ ۱۵ | فی مرلہ |
| بیس روپیہ ۲۰ | فی مرلہ |
| پچیس روپیہ ۲۵ | فی مرلہ |
| تیس روپیہ ۳۰ | فی مرلہ |
| پینتیس روپیہ ۳۵ | فی مرلہ |
| چالیس روپیہ | فی مرلہ |

[illegible]

تفصیل کے لئے خاکسار سے خط و کتابت فرماویں نوٹ:۔ ایک مرلہ ۲۲۵ مربع فٹ ہوتا ہے یعنی پندرہ فٹ لمبا اور پندرہ فٹ چوڑا

خاکسار:۔ (صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد۔ قادیان